جواب: خالی جگہوں پر مندرجہ ذیل الفاظ لگانے سے مصرعے مکمل ہوں گے۔

i۔بسیار ii۔بیمار iii۔اونچا iv۔مزے دار

شاعر نے اس شعر میں کیا بات کہنے کی کوشش کی ہے۔

6: پہلے کشتی ڈوب جاتی تھی نظر کے سامنے
اب گرے گا بحرِ اوقیانوس کے پار آدمی

جواب: دیکھیے شعر نمبر 8 کی تشریح۔ ☆☆☆

مجاز لکھنوی—— (1910-1956ء)

شاعر کا تعارف: مجاز لکھنوی کا شمار اردو ادب کی مشہور اور تاریخ ساز ترقی پسند تحریک کے اہم شعرا میں کیا جاتا ہے۔ مجاز شاعری کو ایک خواب آور فسوں نہیں بلکہ انقلاب آفرین حقیقت سمجھتے ہیں۔ شعر گوئی کے فن کو انہوں نے مزدوروں' کسانوں' محنت کشوں اور محروم طبقوں کے جذبات کی آواز بنایا ہے۔ دیگر ترقی پسند شعرا کی طرح مجاز بھی ایک ایسے معاشرے کا خواب دیکھتے ہیں جو غیر طبقاتی ہوگا اور جس میں کوئی فرد کسی دوسرے فرد کا استحصال نہیں کر سکے گا۔ مجاز کا لہجہ پُرجوش اور ولولہ انگیز ہے۔ گاہے گاہے ان کی نظموں کے مصرعے کسی سیاسی جلسے کے نعروں کی طرح زوردار اور جذباتی اندازِ فکر کا شہ کار دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کے کلام کا بڑا حصہ اعلیٰ ادبی معیار پر پورا اُترتا ہے۔ اپنے نظریے سے ان کی وابستگی غیر متزلزل ہے۔ موسم بہار یا حسن یار کو موضوع سخن بنانا انہیں منظور نہیں۔ وہ پسے ہوئے طبقے کے ترجمان ہیں اور اپنی شاعری کو انقلاب کے لیے سازگار فضا تیار کرنے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ مجاز لکھنوی کا ذخیرہ الفاظ منفرد ہے۔ وہ اسلوب بیان کے بجائے مضمون کو اولیت دیتے ہیں۔ وہ خواب دیکھنے کے عادی ہیں اور نوجوان نسل سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرے گی۔

7۔ مجاز لکھنوی—— نوجوان سے خطاب

مرکزی خیال

نوجوان اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں اور ان کا درست استعمال کریں تو دُنیا سے ظالمانہ نظام کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ایسا انقلاب لا سکتے ہیں جس کے بعد غریبوں' محنت کشوں' مظلوموں اور پسے ہوئے طبقے کو بھی مساوی انسانی حقوق' معاشی مواقع اور عزت و احترام حاصل ہوگا۔ منزل پر پہنچنے کے لیے اگر خون بھی بہانا پڑے تو غمزدہ نہیں ہونا چاہیے۔

شعر 1: جلال آتش و برق و سحاب پیدا کر
اجل بھی کانپ اُٹھے' وہ شباب پیدا کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **جلال**: رُعب' غصہ ○ **آتش**: آگ ○ **برق**: بجلی ○ **سحاب**: بادل

○ اجل: موت ○ شباب: جوانی۔

نثر: آگ، بجلی اور بادل جیسا رُعب داب پیدا کر۔ تیری جوانی دیکھ کر موت بھی کانپ اُٹھے۔

تشریح: مجاز لکھنوی کا شمار اردو ادب کی ترقی پسند تحریک کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں حُسن و عشق، ہجر و وصال اور لب و رخسار کے بجائے عوام الناس کی معاشی محرومیوں، غربت و افلاس، معاشرے میں وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، ظلم، جبر اور ناانصافی جیسے موضوعات کو اہمیت دی ہے۔ نظم نوجوان سے خطاب میں وہ تیسری دنیا کے نوجوان کو زندگی گزارنے اور اپنے حقوق حاصل کرنے کا طریقہ بتا رہے ہیں۔ مجاز نوجوان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اپنی شخصیت میں آگ، بجلی اور بادل جیسی خصوصیات پیدا کرو۔ مجاز نے تین عظیم مظاہر فطرت کو مثال بنا کر نوجوانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ نوجوانوں میں آگ، بجلی اور بادل کی طرف رُعب گرج اور کڑک موجود ہو۔ تلخی حالات کے ہاتھوں مجبور اور سر جھکا کر معاشرے کی ناانصافیوں سے سمجھوتہ کرنے والے نوجوان انھیں پسند نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ نوجوانوں میں آگ کی سی حرارت اور توانائی ہو۔ وہ بجلی کی طرح سماج کے جھوٹے چودھریوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو جلا کر راکھ کر دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ وہ غریبوں کے لیے مہربان بادل کی طرح ہوں۔ مجاز کا خیال ہے کہ نوجوانوں میں آتش و برق و سحاب کا جلال پیدا ہو جائے گا تو کوئی بھی استحصالی قوت انھیں نشانہ نہیں بنا سکے گی بلکہ بڑے سے بڑا استعمار بھی ان سے خوفزدہ رہے گا۔ ''اجل'' استعماری قوتوں کا استعارہ ہے۔ مجاز کہتے ہیں کہ آگ، بجلی اور بادل کا جلال رکھنے والے نوجوان کی عظمت و ہیبت سے اجل بھی کانپ اُٹھے گی۔ عام لوگ موت سے ڈرتے ہیں یعنی استحصالی قوتوں سے خوفزدہ رہتے ہیں لیکن موت اُس نوجوان سے ڈرے گی یعنی استحصالی قوتیں اس کا سامنا کرنے سے بچنے کی کوششیں کریں گی۔

شعر 2: صدائے تیشۂ مزدور ہے تیرا نغمہ
تو سنگ و خشت سے چنگ و رباب پیدا کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **صدائے تیشۂ مزدور:** مزدور کے تیشے کی آواز، ○ **سنگ و خشت:** پتھر اور اینٹ، ○ **چنگ و رباب:** ستار اور سارنگی

نثر: تیرا نغمہ مزدور کے تیشے کی آواز ہے۔ تو پتھر اور اینٹ سے ستار اور سارنگی پیدا کر۔

تشریح: مجاز نوجوانوں کو دنیا کے بدلتے ہوئے ماحول اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کر رہے ہیں۔ صنعتی انقلاب اور سرمایہ داری نظام نے چند افراد کی تجوریاں بھرنے کی خاطر کروڑوں انسانوں کو مشینوں کا ایندھن بنا دیا۔ مزدوروں کے حالات آج بھی کچھ اچھے نہیں لیکن آج سے پون صدی قبل انھیں بدترین حالات کا سامنا تھا۔ سخت اور جان توڑ مشقت کے بعد انھیں اتنی اُجرت ملتی تھی جس میں بمشکل دال روٹی چل سکے۔ مجاز انھی حالات میں شعور کی آنکھ کھولنے والے نوجوان سے مخاطب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اے نوجوان! تو مزدور کی اولاد ہے اور اس

کے تیشے کی آواز سنتے ہوئے تو نے بچپن سے لڑکپن اور پھر جوانی کی حدود میں قدم رکھا ہے۔ تیرے کان صدائے تیشہ سے مانوس ہیں۔ یہ صدا تیرے لیے ایک دل خوش کن نغمہ ہے۔ تو تیشے کی آواز کو بلبل کا ترنم سمجھ۔ اسے کوئل کی کوکو جان۔ اس آواز سے اُکتانے کے بجائے زندگی میں آگے بڑھنے اور کچھ کر دکھانے کا حوصلہ حاصل کر۔ اسے نغمہ انقلاب بنالے۔ پتھر اور اینٹ سے ستار اور سارنگی کے سُر پیدا کر یعنی اپنی سخت محنت سے اپنی زندگی میں حسن و جمال پیدا کر۔ اپنی محنت کو رہنما بنا اور اپنی دُنیا بدل ڈال۔

شعر 3: ترے قدم پہ نظر آئے محفلِ انجم
وہ بانکپن، وہ اچھوتا شباب پیدا کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **محفل انجم:** ستاروں کی محفل ○ **بانکپن:** دلیری، البیلا پن۔

نثر: اے نوجوان! خود میں وہ البیلا پن اور دلیری پیدا کر کہ ستاروں کی محفل تیرے قدموں میں نظر آئے۔

تشریح: انسان روزِ اوّل ہی سے تسخیر فطرت کا خواب دیکھتا آیا ہے۔ مذہبی نقطۂ نظر سے بھی وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے اور دیگر تمام تخلیقات کے مقابلے میں اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ وہ کائنات کا ہیرو ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہے، اس کی خاطر بنایا گیا ہے۔ انسان تسخیر فطرت کی منزل کی طرف قدم بڑھا رہا تھا لیکن کچھ انسانوں کی عاقبت نا اندیشی اور خود غرضی نے یہ پیش قدمی روک دی۔ سرمایہ داری نظام نے امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کر دیا۔ انسانوں کی اکثریت کے لیے دال روٹی کمانا ہی سب سے بڑا مسئلہ بن گیا۔ انسان کی عظمت ایک کتابی بات بن کر رہ گئی۔ "نائب دست قدرت" سولہ سولہ گھنٹے تک مشینوں کے سامنے اپنی تذلیل کا ماتم کرنے لگا۔ ان حالات میں مجاز اور دیگر ترقی پسند شاعروں نے انسان کی عظمت کے گیت گائے اور اسے اس کا بھولا ہوا مقام یاد دلانے کی کوشش کی۔ مجاز چاہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان مشینوں کا رزق بن کر نہ رہ جائیں بلکہ علم و ہنر کی بلندیاں چھو لیں۔ اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو پہچانیں، انہیں استعمال کریں۔ ارتقا کی اس منزل پر پہنچائیں جہاں ستاروں کی محفل بھی ان کے قدموں میں نظر آئے۔ انسان چاند ستاروں سے زیادہ اہم اور عظیم ہے۔ مجاز کی خواہش ہے کہ نوجوان اپنی کوشش و کاوش سے عظمتِ انسانی کے نظریے پر مہر تصدیق ثبت کر دیں۔ اقبال کو بھی ایسے ہی جوانوں سے محبت تھی جو عظمت انسانی کی علامت بن کر ستاروں کو تسخیر کریں۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

شعر 4: ترا شباب امانت ہے ساری دُنیا کی
تو خارزارِ جہاں میں گلاب پیدا کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **خارزار جہاں:** کانٹوں بھری دنیا۔

نثر: تیری جوانی ساری دُنیا کی امانت ہے۔ کانٹوں بھری دنیا میں گلاب پیدا کر۔

تشریح: مجاز لکھنوی نوجوانوں کے ذہن میں وسعت اور سوچ میں آفاقیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ نوجوان اپنی صلاحیتوں کو اپنی زندگیاں سنوارنے کے لیے استعمال کرنے پر ہی مطمئن نہ ہو جائیں بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے اس دنیا کو سجانے' سنوارنے اور رہائش کے لیے بہتر جگہ بنانے پر توجہ دیں۔ ان کے مقاصد محدود نہیں ہونے چاہئیں۔ وہ نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تمہاری جوانیاں پوری دنیا کی امانت ہیں۔ اس لیے انہیں غیر سنجیدہ' غیر صحت مند اور ادنیٰ مشاغل میں ضائع نہ کرو۔ ایسا کرنے سے تم نہ صرف خود کو نقصان پہنچاؤ گے بلکہ عالم انسانیت کی اُمیدوں کو مایوسی میں بدل دو گے۔ تم اپنی صلاحیتوں کو تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کرو۔ دنیا سے استحصالی نظام کا خاتمہ کر دو۔ اس کانٹوں بھری دنیا کو گلابوں سے بھر دو۔ دنیا کے وسائل کو انسانوں کی بہتری' ترقی اور خوش حالی کے لیے استعمال کرو۔ تم میں یہ عظیم کارنامے انجام دینے کی صلاحیت موجود ہے۔ ضرورت صرف اس صلاحیت کو پہچاننے کی ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالی کا شعر ہے:

ع کھیتوں کو دے لو پانی، اب بہہ رہی ہے گنگا
کچھ کر لو نوجوانو! اُٹھتی جوانیاں ہیں

شعر5: سکون خواب ہے بے دست و پا ضعیفی کا
تو اضطراب ہے خود اضطراب پیدا کر

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **بے دست و پا:** ہاتھ پاؤں کے بغیر' مجبور' بے کس ○ **ضعیفی:** بڑھاپا ○ **اضطراب:** بے قراری

نثر: سکون مجبور بڑھاپے کی خصوصیت ہے۔ جوانی بے قراری ہے اس لیے تو بے قراری پیدا کر۔

تشریح: مجاز لکھنوی کے خیال میں جوانی جواں ہمت' فعال' متحرک اور مضطرب رہنے کا نام ہے۔ اگر کسی نوجوان میں یہ خصوصیات نہیں تو وہ نوجوان نہیں بلکہ بوڑھا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے کام نہ لینا بوڑھے کے لیے تو مناسب ہو سکتا ہے مگر جوانوں کے لیے سکون و ثبات باعثِ ننگ ہے۔ مجاز نوجوانوں کو یہ بات سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ سکون اور آرام بڑھاپے کی خصوصیات ہیں۔ بڑھاپے میں انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں جواب دے جاتے ہیں۔ وہ زندگی کی جدوجہد میں سرگرم حصہ لینے کے قابل نہیں رہتا۔ اس لیے گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے۔ بڑھاپا مجبوری کا دوسرا نام ہے۔ اسی لیے مجاز نے اس کو "بے دست و پا" ضعیفی کہا ہے۔ اس کے بالکل برعکس جوانی مسلسل محنت' جدوجہد اور کوشش و کاوش کا نام ہے۔ مجاز نوجوان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تو اپنی بے قراری' فعالیت اور تحرک کو استعمال کر کے اس دنیا کو بدل ڈال۔ یہاں مجاز کے خیالات میں اقبال کے افکار کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ اقبال کے خیال میں بھی جوانی جہدِ مسلسل اور سخت مشقت ہی کا نام ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ع ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں